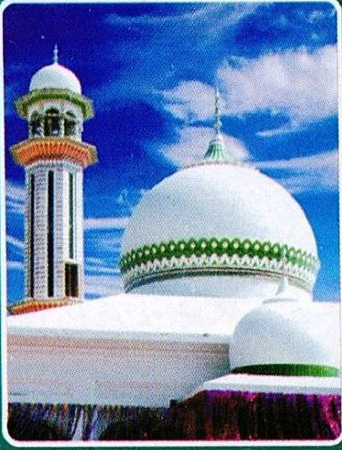
سیرت کی تعمیر قلوب کی تطہیر کا مؤثر لائحہ عمل

مجلہ محی الدین فیصل آباد





جلد نمبر 5 | جمادی الثانی رجب المرجب 1439 2018 | شمارہ نمبر 1

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خصائص

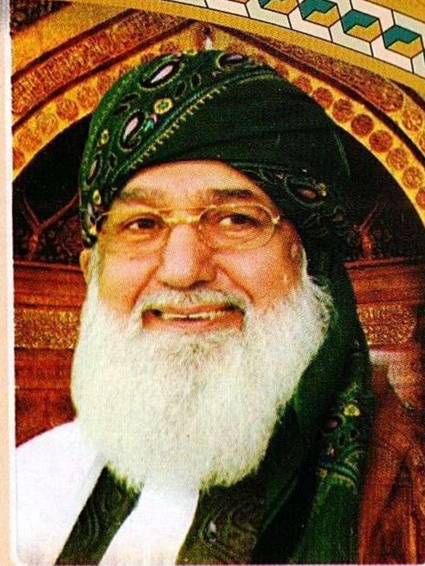
لبِ شیریں و دندانِ مبارک

دوستوں سے حسنِ سلوک

تقویٰ

علمِ دین کی ضرورت

سالانہ عرس مبارک حضور شیخ العالم



m.mohiuddin.fsd.pk@gmail.com mujallah mohiuddin faisalabad

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولای صل وسلم دائما ابدا ○ علی حبیبک خیر الخلق کلھم

خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ

انشاء اللہ
فیضان صدیقی
جاری رہے گا

بفیضان نظر
آفتاب علم و حکمت، واقف رموز حقیقت، سرتاج الاولیاء،
مرشد کریم حضرت علامہ
پیر محمد علاؤالدین صدیقی صاحب
علیہ رحمۃ اللہ

زیر سرپرستی
وارث نسبت صدیقیہ عالمی مبلغ اسلام حضرت علامہ
خواجہ پیر محمد نور العارفین صدیقی صاحب مدظلہ العالی
سجادہ نشین دربار عالیہ نیریاں شریف

صدیقیہ قرآن اکیڈمی

درس نظامی

برائے طالبات

ناظرہ قرآن مجید
صبح 6 تا 7، دوپہر 2 تا 3 بجے

حفظ القرآن
صبح 8 تا شام 4 بجے

ترجمہ و تفسیر القرآن
صبح 8 تا 12 بجے

3 ماہ کا
قرآن و حدیث شارٹ کورس
صبح 9 تا 10 بجے صرف ایک گھنٹہ روزانہ
جس میں گھریلو خواتین بھی شامل ہوسکتی ہیں

فری تعلیم

داخلہ جاری ہے

زیر نگرانی
خلیفہ مجاز دربار عالیہ نیریاں شریف
علامہ حافظ
محمد عدیل یوسف صدیقی
خطیب: جامع مسجد محی الدین سدھار

گلی نمبر 5 سیالوی کالونی
بڑا قبرستان روڈ فیصل آباد
0321-7611417

سیرت کی تعمیر قلوب کی تطہیر کا مؤثر لائحہ عمل

نقیب صبح سعادت

مجلہ محی الدین فیصل آباد

جلد نمبر 5 شمارہ نمبر 1
جمادی الثانی - رجب المرجب 1439ھ 2018ء

فیضانِ صدیقی جاری رہے گا

بفیضانِ نظر سلطان پیروی حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ ظلِ عاطفت
آفتابِ علم و حکمت واقفِ رموزِ حقیقت
حضرت پیر محمد علاؤ الدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ
زیبِ سجادہ آستانہ عالیہ نیریاں شریف آزاد کشمیر

اس شمارے میں

کمپوزنگ: سعید احمد قادری
ٹائٹل ڈیزائن: محمد کلیم رضا

رابطہ آفس
فاروق آرٹس
سیکنڈ فلور وکیلاں والی گلی نمبر 4-5 کچہری بازار فیصل آباد

رابطہ نمبرز
041-2636130
0321-7611417

ناشر
صدیقیہ پبلیکیشنز فیصل آباد

جامع مسجد محی الدین
سدھار (سبزی منڈی) جھنگ روڈ فیصل آباد

اداریہ

عرس مبارک حضور شیخ العالم رحمۃ اللہ علیہ

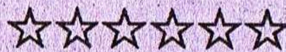
از قلم: خلیفہ محمد عدیل یوسف صدیقی

دنیائے اسلام کی عظیم علمی و روحانی شخصیت حضور شیخ العالم خواجہ پیر محمد علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس مبارک مؤرخہ ۲،۳ فروری بروز جمعۃ المبارک ہفتہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ڈھوک کشمیریاں راولپنڈی میں منعقد ہوا جس میں دنیا بھر سے علماء مشائخ، خلفائے کرام اور کثیر تعداد غلامان رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت فرمائی۔ عرس مبارک کی پہلی تقریب سعید بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر ختم خواجگان سے آغاز ہوا۔ بعد نماز مغرب تلاوت کلام مجید حافظ محمد احمد صدیقی فیصل آبادی نے فرمائی۔ ھدیہ نعت حافظ لیاقت علی صدیقی، حافظ یونس صدیقی اور دیگر جہان نعت خوان حضرات نے پیش کی۔ صدر محفل، جان محفل، زینت بزم اولیاء جانشین حضور شیخ العالم، عالمی مبلغ اسلام چیئرمین محی الدین ٹرسٹ، پروچانسلر محی الدین اسلامی یونیورسٹی نیریاں شریف حضرت خواجہ پیر محمد نور العارفین صدیقی دامت برکاتہم العالیہ اسٹیج پر تشریف لائے۔ حسب معمول اللہ ھو کے ذکر سے محفل گونج اٹھی۔ جبکہ حضرت صاحب کی موجودگی میں نامور علمائے کرام جس میں مفتی ضمیر احمد ساجد، علامہ کلیم اللہ ضیا، علامہ فیض الحق صدیقی اور برطانیہ سے تشریف لائے حضرت علامہ احمد یار قادری، علامہ محمد فاروق چشتی، علامہ تنویر احمد صدیقی، خلیفہ ڈاکٹر راحیل صدیقی اور دیگر فضلاء علمائے کرام نے درس قرآن و حدیث ارشاد فرمائے۔ علامہ فاروق چشتی نے سجادہ نشین دربار فیضبار نیریاں شریف بارے ارشاد فرمایا کہ حضور شیخ العالم اپنی نشانی اور اپنا وارث جس ہستی کو بنا کر گئے ہیں یہ وہ ہستی ہے کہ جو درس مثنوی کے لیے مولانا روم کے دربار اس وقت پہنچے جس وقت

دربار کا دروازہ بند تھا اور حاضری کا وقت ختم ہو چکا تھا۔ حضور شیخ العالم جب مولانا روم کے دربار گئے تب بھی یہی منظر تھا۔ اسی طرح کہ متولی آئے اور حضور شیخ العالم کا چہرہ دیکھ کر دروازہ کھول دیا گیا تھا۔ بعینہ اسی طرح جانشین حضور شیخ العالم کا چہرہ دیکھ کر دروازہ کھولا گیا۔ اور متولی فرمانے لگے۔ ایک عرصہ قبل جو ہستی تشریف لائے لگتا ہے آج وہی پھر جوان ہو کر آئے ہیں۔ یہ مماثلت، یہ عطا سب ان کی ہی ہے۔ دوستو! چشتی صاحب نے جو حقیقت دلائل سے بیان فرمائی یہ ان کا ہی خاصہ تھا۔ ایک ایک عالم دین کا درس قابل توجہ اور نفع بخش تھا۔ تمام حاضرین نے خوب علم کی روشنی حاصل کی۔ علمائے کرام کے خطابات کے بعد جانشین حضور شیخ العالم درس مثنوی ارشاد فرمایا: وہی ترنم، وہی سوز، وہی ساز، وہی آواز، وہی بہار، وہی قرار، وہی فیضان، وہی شان وجاہت، وہی دستار، وہی علمی و روحانی اشارے جو مرشد کریم حضور شیخ العالم درس میں ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ درس مثنوی کا خلاصہ یا تفصیل لکھنے سے قاصر ہوں، نور کے ان موتیوں کو پورے اہتمام سے لکھ کر شائع کرنے کی آرزو ہے۔

رات دیر تک سردی میں جم غفیر کا بیٹھنا اپنے مرشد سے کامل محبت کی دلیل تھی۔

(قسط دوم اگلے شمارہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ)



ماہنامہ محی الدین کے مسلسل اشاعت کے 4 سال مکمل ہونے پر اللہ کریم کے بے انتہا شکر گذار ہیں۔

(ادارہ)





سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے خصائص

از: شیخ الحدیث علامہ غلام رسول قاسمی صاحب

(۱) سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لائے۔

(ترمذی: ۳۷۳۴)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا دَعَوْتُ اَحَدًا اِلَی الْاِسْلَامِ اِلَّا کَانَتْ لَہٗ عَنْہُ کَبْوَۃٌ وَتَرَدُّدٌ وَنَظْرٌ اِلَّا بَکْرٍ مَا عَتَّمَ حِیْنَ ذَکَرْتُہٗ لَہٗ، وَمَا تَرَدَّدَ فِیْہِ۔

(سیرۃ نبویہ لابن ہشام ۱/۲۵۲، دلائل النبوۃ للبیہقی حدیث: ۴۷۶)

ترجمہ: میں نے جس کو بھی اسلام کی دعوت دی اس نے ٹال مٹول، تردد اور تاخیر سے کام لیا سوائے ابوبکر کے، جب میں نے اس کے سامنے اپنی نبوت کا ذکر کیا تو اس نے بلا تاخیر قبول کیا اور تردد نہیں کیا۔

حضرت عامر تابعی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: لوگوں میں سب سے پہلے اسلام کون لایا؟ انہوں نے فرمایا: کیا تم نے حضرت حسان کا قول نہیں سنا؟

اِذَا تَذَکَّرْتَ شَجْوًا مِنْ اَخِیْ ثِقَۃٍ ۔۔۔ فَاذْکُرْ اَخَاکَ اَبَا بَکْرٍ بِمَا فَعَلَا
خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ اَتْقَاھَا وَاَعْدَلُھَا ۔۔۔ اِلَّا النَّبِیَّ وَاَوْفَاھَا بِمَا حَمَلَا
وَالثَّانِیُ التَّالِیُ الْمَحْمُوْدُ مَشْھَدُہٗ ۔۔۔ وَاَوَّلُ النَّاسِ مِنْھُمْ صَدَّقَ الرُّسُلَا

(ابن شیبہ ۸/۴۴۸، الاستیعاب صفحہ ۴۳۰، مستدرک حاکم: ۴۴۶۹، طبرانی کبیر: ۱۲۳۹۸)

ترجمہ: جب تم اربابِ وفا کی داستانِ غم چھیڑو تو اپنے بھائی ابوبکر کو ضرور یاد کرنا، جو کچھ

اس نے کر کے دکھایا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل اور قابل اعتماد تھا اور اپنی ذمہ داری کو سب سے زیادہ نبھانے والا تھا۔ وہ دوسرے نمبر پر تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے تھا، اس کی رسالت کی گواہی بڑی پسندیدہ تھی، رسولوں کی تصدیق کرنے والے پہلے لوگوں میں سے تھا۔

(۲) عَنْ حَکِیْمِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِیًّا رضی اللہ عنہ یَحْلِفُ لَلّٰہُ اَنْزَلَ اسْمَ اَبِیْ بَکْرٍ مِنَ السَّمَآءِ الصِّدِّیْق

(المعجم الکبیر للطبرانی حدیث:۱۴، مجمع الزوائد حدیث:۱۴۲۹۵)

ترجمہ: حضرت حکیم بن سعد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قسم کھا کر فرماتے ہوئے سنا کہ: اللہ نے آسمان سے ابوبکر کا نام "صدیق" نازل فرمایا۔

(۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: عُرِجَ بِیْ اِلَی السَّمَآءِ فَمَا مَرَرْتُ بِسَمَآءٍ اِلَّا وَجَدْتُّ فِیْهَا اِسْمِیْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَبُوْ بَکْرِ الصِّدِّیْقُ خَلْفِیْ (مسند ابی یعلیٰ حدیث:۶۶۰۰)

ترجمہ: یعنی مجھے آسمان پر لے جایا گیا تو میں جس آسمان سے بھی گزرا ہر آسمان پر اپنا نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نام کے پیچھے ابوبکر صدیق لکھا ہوا پایا۔

(۴) بڑے بڑے صحابہ کرام آپ کی ترغیب سے ایمان لائے: سیدنا عثمان غنی، سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدنا سعد بن ابی وقاص، سیدنا عثمان بن مظعون، سیدنا ابوعبیدہ بن جراح، سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف، سیدنا ابوسلمۃ اور سیدنا ارقم رضی اللہ عنہم۔

(الریاض النضرۃ جلد ۱، صفحہ:۹۱)

(۵) آپ نے بہت سے غلاموں حضرت بلال، حضرت عامر بن فہیرہ، حضرت ام عمیس وغیرہم کو خرید کر آزاد کیا۔ (الریاض النضرۃ جلد ۱، صفحہ:۱۳۳)

(۶) قرآن آپ کو ثانی اثنین کہتا ہے۔ (التوبہ:۴۰)

(۷) صاحب الرسول ﷺ تو تمام ہی صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں مگر جس کی صحابیت کا انکار کفر ہے وہ فقط ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اس لیے کہ قرآن میں آپ کو صَاحِبِہٖ کہا گیا ہے۔

(۸) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام اور تصویر نبی کریم ﷺ کے ساتھ اگلی کتابوں میں موجود تھے۔ (دلائل النبوۃ حدیث:۳۵۶، المعجم الاوسط حدیث:۵۲۳۱، تفسیر ابن کثیر:۲/۳۴۸)

(۹) آپ کی چار پشتیں صحابی ہیں: والد گرامی، خود، بیٹا اور پوتا رضی اللہ عنہم۔ (المعجم الکبیر:۱۱)

(۱۰) مردوں میں نبی کریم ﷺ کے سب سے زیادہ محبوب تھے۔

(بخاری:۳۶۶۲)

(۱۱) آپ رضی اللہ عنہ کو تہبند لٹکا کر رکھنے کی اجازت تھی۔ (بخاری:۳۶۶۵)

(۱۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبَا الدَّرْدَاءِ يَمْشِيْ بَيْنَ يَدَىْ اَبِىْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ، فَقَالَ: يَا اَبَا الدَّرْدَاءِ تَمْشِىْ قُدَّامَ رَجُلٍ لَمْ تَطْلَعِ الشَّمْسُ بَعْدَ النَّبِيِّيْنَ عَلٰى رَجُلٍ اَفْضَلَ مِنْهُ

(فضائل الصحابہ حدیث:۱۳۷، المعجم الاوسط للطبرانی حدیث:۷۳۰۶، مجمع الزوائد حدیث:۱۴۲۱۳)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر درداء رضی اللہ عنہ کو صدیق اکبر کے آگے چلتے دیکھا تو فرمایا تم اس شخص کے آگے کیوں چل رہے ہو جس سے بہتر شخص پر نبیوں کے بعد سورج طلوع نہیں ہوا۔

(۱۳) آپ رضی اللہ عنہ کو جنت کے آٹھوں دروازوں سے بلایا جائے گا۔ (بخاری:۱۸۹۷)

(۱۴) آپ اس امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ (مستدرک

حاکم:۴۵۰۰)

(۱۵) حبیب کریم ﷺ نے فرمایا: اگر میں کسی کو اپنا تنہائی کا دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا (بخاری حدیث:۴۶۶)

(۱۶) ابنِ دغنہ نے آپ کی شان میں وہی الفاظ بولے تھے جو ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے حبیب کریم ﷺ کے لیے پہلی وحی کے نزول کے بعد بولے تھے۔ (بخاری:۳)

(۱۷) صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے جو الفاظ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے فرمائے، وہی الفاظ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی فرمائے۔ (بخاری حدیث:۲۷۳۱)

(۱۸) دنیائے اسلام میں سب سے پہلی مسجد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مکہ شریف میں اپنے گھر کے اندر بنائی تھی جس کا اس حدیث میں ذکر موجود ہے۔ (بخاری حدیث:۴۷۶)

(۱۹) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب قرآن پڑھتے تھے تو کفار کی عورتیں اور بچے کھچے چلے آتے تھے: وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَتَقَصَّفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِينَ وَأَبْنَاؤُهُمْ۔ (بخاری حدیث:۲۲۹۷)

(۲۰) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کفار کی دشمنی اور اپنی جان کی بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے خود کو اللہ کی پناہ میں دیا: اَرْضٰی بِجِوَارِ اللّٰہِ (بخاری حدیث:۲۲۹۷)

(۲۱) نبی پاک ﷺ کے بعد صدیق اکبر سب سے زیادہ بہادر تھے۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوبکر سب سے زیادہ بہادر ہیں۔ فَهٰذَا اَشْجَعُ النَّاسِ (مجمع الزوائد:۱۴۳۳۳)

(۲۲) رسول اللہ ﷺ صبح شام بلا ناغہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے

جاتے تھے۔ (بخاری حدیث: ۲۲۹۷)

(۲۳) حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کو ہجرت کا ساتھی بنایا (بخاری حدیث: ۲۲۹۷)

(۲۴) صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور اپنے لیے دو اونٹنیوں کا بندوبست کئی مہینے پہلے کر دیا اور انہیں خصوصی غذا کھلاتے رہے۔ (بخاری حدیث: ۲۲۹۷)

(۲۵) ہجرت کی رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھوں پر اٹھایا۔ (الوفا صفحہ: ۲۳۷)

(۲۶) ہجرت کے موقع پر کفار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پکڑنے والے کے لیے انعام مقرر کیا۔ (مستدرک حاکم حدیث: ۴۴۸۱)

(۲۷) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے ہر کسی کے احسانوں (یعنی خدمت) کا بدلہ دے دیا ہے، سوائے ابوبکر کے (ترمذی حدیث: ۳۶۶۱)

(۲۸) آپ جان اور مال سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سب سے آگے تھے۔ (بخاری: ۴۶۷)

(۲۹) آپ رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی جگہ اپنی جیب سے خریدی۔ (شرح النوی جلد ۲ صفحہ ۲۰۰)

(۳۰) صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے گھر کا سارا سامان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دیا۔ (ترمذی: ۳۶۷۵)

(۳۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے مال میں اس طرح تصرف فرماتے تھے جیسے اپنا ذاتی مال ہو۔ (مصنف عبدالرزاق حدیث: ۲۰۳۹۷)

(۳۲) بدر کی جنگ میں آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی پہرہ دار تھے (بخاری: 2915)

(۳۳) سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اللہ کی قسم ہم جب بھی کسی بھلائی کی طرف بڑھے ہیں ابوبکر ہم سے آگے نکل گیا ہے۔ (المعجم الاوسط للطبرانی کما فی مجمع الزوائد: ۱۴۳۳۳)

(۳۴) حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو امامت کے مصلے پر خود کھڑا فرمایا ہے۔ (بخاری:۶۷۸)

(۳۵) آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں سترہ نمازیں پڑھائیں۔
(فتح الباری ۲/۱۹۳)

(۳۶) قرآن میں آپ کو سب سے بڑا اتقی کہا گیا ہے۔ (الیل:۱۶)

(۳۷) آپ تمام صحابہ میں سب سے بڑے عالم تھے کَانَ اَبُوْ بَکْرٍ اَعْلَمَنَا
(بخاری:۴۶۶)

(۳۸) آپ خوابوں کی تعبیر کے سب سے بڑے ماہر تھے۔ (الریاض النضرۃ ۱/۵۹)

(۳۹) آپ علم الانساب کے سب سے بڑے ماہر تھے۔ (مسلم حدیث:۶۳۹۵)

(۴۰) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت کو حکم دیا کہ ابوبکر سے اپنی نعتیں درست کروائیں۔ (مسلم حدیث:۲۳۹۵)

(۴۱) آپ نے سب سے پہلے قرآن جمع فرمایا۔ (بخاری حدیث:۴۹۸۶)

(۴۲) آپ اپنے سینے کے اخلاص کی وجہ سے تمام صحابہ سے آگے نکل گئے۔
(النوادر ۳/۵۵)

(۴۳) اس امت میں سے اس امت پر سب سے زیادہ مہربان تھے۔
(ترمذی:۳۷۹۰)

(۴۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے آپ کی منقبت سننے کی فرمائش کی۔ (مستدرک حاکم:۴۴۶۸)

(۴۵) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی خلافت کے بارے میں واضح ترین اشارے دیے حتی کہ اللہ اور اس کے فرشتوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ ہر کسی کا انکار کر دیا۔
(مسلم حدیث:۶۱۸۱)

(۴۶) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے آگے کسی کو نہیں سمجھتے تھے۔ (مستدرک حاکم: ۴۴۶۳)
(۴۷) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری خطبہ انہی کی شان میں دیا۔ (بخاری: ۴۶۶)
(۴۸) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی قوم کو زیب نہیں دیتا کہ ابوبکر کی موجودگی میں کوئی دوسرا امامت کرائے۔ (ترمذی حدیث: ۳۶۷۳)
(۴۹) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت سے فرمایا کہ اگر آئندہ آؤ اور مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر سے مل لینا۔ (بخاری حدیث: ۷۲۲۰، مسلم حدیث: ۶۱۷۹) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے پورے کیے۔ (بخاری: ۳۱۳۷)
(۵۰) ان کے حق میں لکھ کر دینے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کاغذ قلم منگوایا۔
(مسلم: ۶۱۸۱)
(۵۱) آپ نے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت سب سے زیادہ جرات اور استقامت کا مظاہرہ فرمایا۔ (بخاری حدیث: ۱۲۴۱، ۱۲۴۲)
(۵۲) آپ نے ہی بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں دفن کیا جائے۔ (ابن ماجہ: ۱۶۲۸)
(۵۳) مرتدین اور منکرین ختم نبوت کا مقابلہ کیا۔ (بخاری: ۱۳۹۹، ۱۴۰۰)
(۵۴) روضہ نبوی میں ثانی تھے (مستدرک حاکم: ۴۴۶۳)
(۵۵) قرآن وسنت میں سب سے زیادہ تفصیل کے صیغے آپ کے لیے استعمال ہوئے ہیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: كَمْ لِلصِّدِّيقِ مِنْ مَوَاقِفَ وَآثَرٍ وَمَنْ يُّحْصِيْ مَنَاقِبَهُ وَيُحِيطُ بِفَضَائِلِهِ غَيْرُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ یعنی صدیق کے کتنے ہی مراتب ہیں اور آپ نے کتنی ہی یادیں چھوڑی ہیں، ان کے مناقب کا شمار اور فضائل کا احاطہ اللہ عزوجل کے سوا کون کرسکتا ہے؟ (تہذیب الاسماء واللغات جلد ۲ صفحہ ۴۷)

تقویٰ

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ

از: علامہ صاحبزادہ پیر سلطان محمود نقشبندی

اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں جا بجا تقویٰ اختیار کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے اور صاحبانِ تقویٰ کی علامات کو بیان فرمایا ہے بلکہ سورۃ البقرۃ کے شروع میں ہی متقین کی صفات کو بیان کیا ہے اور کئی مقامات پر صاحبانِ تقویٰ کے لیے انعامات الٰہیہ کا مژدہ سنایا ہے۔

حضور تاجدارِ ختم نبوت ﷺ نے اپنے مبارک فرامین کے ذریعے تقویٰ کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے اور اھل ایمان کو تقویٰ اختیار کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے تقویٰ کی فضیلت و اہمیت کو اپنے کردار و عمل سے واضح کیا ہے جبکہ اولیائے کاملین نے اپنی زندگیوں میں تقویٰ و پرہیزگاری کے عملی نمونے پیش کیے اور اپنے مریدین و متعلقین کو تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین کی جس سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ تقویٰ کوئی غیر معمولی چیز ہے۔

سب سے پہلے ہم یہ جانتے ہیں کہ تقویٰ کس چیز کا نام ہے؟ اس کا مفہوم کیا ہے؟

علماء و مفسرین کرام نے تقویٰ کی مختلف تعریفیں کیں ہیں جن میں سے چند ایک کو ذکر کیا جاتا ہے۔

روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا تقویٰ سے کیا مراد ہے؟

انھوں نے فرمایا: کیا تم کبھی کانٹے دار راستے پر چلے ہو؟ حضرت نے فرمایا کیوں نہیں۔ پوچھا آپ کیسے چلتے ہیں۔ فرمایا: کپڑوں کو سمیٹ لیتا ہوں اور جسم کو بچاتا

ہوں۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہی تقویٰ ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)
یعنی جس طرح انسان کانٹے دار جھاڑیوں سے گذرتے ہوئے اپنے دامن کو بچالیتا ہے اسی طرح دنیا کے اندر ہر طرف گناہوں کے کانٹے ہیں تو جب انسان گناہوں کی آلودگیوں سے اپنے آپ کو بچالیتا ہے تو اس کا نام تقویٰ ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تقویٰ: معصیت پہ ترکِ اصرار اور اطاعت پہ ترکِ غرور ہے (تفسیر کبیر)

خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تقویٰ یہ ہے کہ تو اللہ پر کسی کو ترجیح نہ دے اور جان لے کہ تمام امور اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: متقی ہے وہ جو مصطفےٰ کریم ﷺ کے راستے پر چلے، دنیا کو پسِ پشت ڈال دے، اپنے نفس میں اخلاص اور وفا پیدا کرے اور حرام وظلم سے بچے۔

علامہ ابن کثیر ایک قول نقل فرماتے ہیں کہ: چھوٹے بڑے سب گناہوں کو ترک کر دو یہی تقویٰ ہے چھوٹے گناہوں کو بھی حقیر نہ جانو بے شک پہاڑ کنکریوں سے ہی بنتے ہیں۔

صوفیائے کرام فرماتے ہیں انسان کے تقویٰ کا علم تین چیزوں سے ہوتا ہے۔

(۱) جو چیز اسے حاصل نہ ہو اس میں اچھی طرح توکل کرے۔

(۲) جو چیز حاصل ہو جائے اس پر اچھی طرح راضی ہو جائے۔

(۳) جو کچھ چلا جائے اس پر خوشی کے ساتھ صبر کرے۔

اللہ کریم اپنے متقی بندوں کے طفیل ہمیں بھی تقویٰ و پرہیز گاری کا نور عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین)

لبِ شیریں و دندانِ مبارک

(از: قاری منصور حسین تنویر)

پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام
جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے ان ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام

حضور سید عالم، خاتم النبین ﷺ کے لب مبارک نہایت خوب صورت اور سرخی مائل تھے۔ دندان مبارک کشادہ روشن وتاباں تھے۔ جب آپ ﷺ کلام فرماتے تھے تو دندان پیشیں میں سے نور نکلتا دکھائی دیتا تھا اور جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام تبسم فرماتے تو دیواریں روشن ہو جاتیں، اور آپ ﷺ کو کبھی جماہی نہیں آئی۔ باوجود اس کے کہ آپ ﷺ کے دندان مبارک نہایت چمکیلے اور صاف تھے۔ پھر بھی آپ ﷺ ان کی صفائی کا بہت اہتمام فرماتے، احادیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ کسی نماز کے لیے تشریف نہ لے جاتے تاوقتیکہ مسواک نہ فرما لیتے، اور جب بھی کہیں باہر سے گھر تشریف لاتے تو سب سے پہلا کام مسواک کرنا ہوتا۔ یہ سب کچھ امت کی تعلیم کے لیے تھا۔

چنانچہ فرمایا ہمیشہ مسواک کرو کہ وہ سبب ہے منہ کی صفائی اور رب تعالیٰ کی رضا کا۔ نیز فرمایا دو رکعتیں جو مسواک کر کے پڑھی جائیں بے مسواک کی ستر رکعتوں سے افضل ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کہ حضور ﷺ کے سامنے کے دندان مبارک کشادہ تھے۔ جب آپ ﷺ کلام فرماتے تو آپ ﷺ کے دانتوں سے نور نکلتا تھا۔ (مشکوٰۃ) حضرت عبداللہ بن حارث فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ہنسنا سوائے تبسم کے نہ تھا۔ (ترمذی)

حضور سرور کائنات ﷺ بعض اوقات اپنے صحابہ کرام سے خوش طبعی اور

مزاح بھی فرما لیتے تھے مگر یہ خوش طبعی اور مزاح ایسا نہ ہوتا تھا جو کہ آپ ﷺ کی شان اور وقار کے خلاف ہوتا۔ ایک روایت پڑھیں اور آپ ﷺ مولیٰ کے اندازِ کریمانہ پر قربان جائیں۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مزاحاً فرمایا: یَا ذَا الْاُذُنَیْنِ (اے دو کانوں والے) ظاہر ہے کہ ان کے کان دو ہی تھے۔ بات بھی غلط نہ ہوئی اور مزاح بھی ہو گیا۔ (جمع الوسائل)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا:

یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ ہم سے خوش طبعی بھی فرما لیتے ہیں؟ فرمایا لیکن اس وقت بھی میں حق کے سوا کچھ نہیں کہتا۔ (جمع الوسائل، ذکر جمیل)

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑے
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

(تاجدار بریلی شریف)

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضورِ انور ﷺ کو قبرِ انور میں رکھا گیا تو میں نے آخری دیدار کی غرض سے آپ ﷺ کے چہرہ انور کی زیارت کی۔ جب میں نے دیکھا تو آپ ﷺ کے لب ہائے مبارک حرکت کر رہے تھے۔ میں نے اپنے کانوں کو نزدیک کر کے سنا تو آپ ﷺ فرما رہے تھے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِیْ (اے اللہ میری امت کو بخش دے) میں نے یہ بات سب حاضرین کو سنائی تو اس شفقت امت پر سب دھنگ رہ گئے۔

اس قدر ہم ان کو بھولے ہائے ہائے ہر گھڑی جن کو ہماری یاد ہے

ہمارے آقائے کریم، مصطفےٰ جانِ رحمت ﷺ کی شان

تو واء الوراء ہے حضور ﷺ کے نعلین مبارک کے صدقے سے ان کے

غلاموں کے مسکرانے کا انداز بھی کمال ہے (اللہ اکبر) میں ایک واقعہ عرض کرتا ہوں:
حضرت ربیع بن حراش اور ربعی بن حراش رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں بھائی بڑے عابد و زاہد تھے اور تابعی تھے۔ انھوں نے قسم کھائی کہ جب تک ہمیں اپنا جنتی ہونا معلوم نہ ہو جائے گا ہم ہنسیں گے نہیں، چنانچہ وہ زندگی بھر نہ ہنسے، لیکن جب ان کی وفات ہونے پر ان کو تختہ پر لٹایا گیا تو وہ ہنسنے لگے۔ جس کو سب لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ (دلائل النبوۃ، نووی شرح صحیح مسلم، شرح الصدور)
اور ان کے متعلق حضور ﷺ نے خبر دی تھی چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:
یَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ رَجُلٌ یَّتَکَلَّمُ بَعْدَ الْمَوْتِ (خصائص کبریٰ) کہ میری امت میں ایک مرد ہوگا جو موت کے بعد بھی کلام کرے گا۔ چنانچہ جب ربیع بن حراش نے موت کے بعد اچانک اپنے منہ سے کپڑا اٹھایا اور کہا السلام وعلیکم اور ہنسے تو ان کے بھائی ربعی بن حراش نے کہا۔ اے بھائی کیا تم زندہ ہو؟ انھوں نے کہا نہیں لیکن میں اپنے رب سے ملا تو میرا رب مجھ سے روح و ریحان اور خوشی اور مہربانی سے پیش آیا اس لے میں ہنسا ہوں اب تم لوگ جلدی کرو کیونکہ ابوالقاسم ﷺ مجھ پر نماز پڑھنے کے لیے منتظر ہیں۔ (شرح الصدور)

یہ واقعہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے جب ذکر کیا گیا تو انھوں نے تصدیق کی اور فرمایا بے شک نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ میرا ایک امتی مرنے کے بعد کلام کرے گا۔ (خصائص کبریٰ)

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ اور ان کی پیاری پیاری مسکراہٹ کے طفیل ہم سب کی بلا حساب بخشش فرمائے اور اپنے محبوب ﷺ کی زیارت سے مشرف فرمائے (آمین)

دوستوں سے حسن سلوک

(رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا روشن و درخشاں پہلو)

تحریر: پروفیسر رائے محمد اعجاز کھرل (پی ایچ ڈی سکالر محی الدین اسلامی یونیورسٹی نیریاں شریف)

انسان کے برتاؤ اور مزاج کا امتحان اس وقت ہوتا ہے، جب وہ اپنے دوستوں اور ساتھیوں کے ساتھ ہو، بالخصوص ایسی صورت میں جب کہ اللہ نے اسے اپنے ہم عمر اور ہم عصروں کے مقابلے میں بلند مقام و مرتبے سے نوازا ہو، جو لوگ کم ظرف ہوتے ہیں، وہ ایسے مواقع کو اپنی بڑائی کے اظہار اور دوسروں کو نیچا دکھانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ جہاں زندگی کے دوسرے پہلوؤں میں بہترین اسوہ ہے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں دوستوں کے ساتھ سلوک و برتاؤ کے سلسلے میں بھی بہترین رہنمائی موجود ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں سے محبت کا اظہار کرتے، ان کی خوبیوں کا اعتراف فرماتے، ان کے خصوصی وصف اور امتیازی مقام کو برسر بیان کرتے، جیسے : آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ اہل زمین میں میرے وزیر ہیں : (سنن ترمذی، حدیث نمبر ۳۶۸۰)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ وہ سب سے زیادہ حیاء کرنے والے ہیں: (کنز العمال) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد ہوا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہیں: (المعجم الکبیر) حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو اپنا حواری قرار دیا۔ (صحیح البخاری، کتاب الجہاد) حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو اپنا محرم راز بنایا۔ (صحیح البخاری، باب مناقب عمار و حذیفہ) حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو

امین امت کہا۔(صحیح البخاری، باب قصۃ اہل نجران) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ جو بات انہیں پسند میں نے بھی اسے اپنی امت کے لیے پسند کیا :(مستدرک حاکم :۳/۳۱۷)اس طرح کے توقیر واحترام کے بہت سے الفاظ ہیں، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مختلف رفقاء کے لیے ارشاد فرمائے ،اس سے سبق ملتا ہے کہ ایک مسلمان کے اندر اپنے ہم عصروں کی خوبیوں ،صلاحیتوں اور کارناموں کے اعتراف کا جذبہ ہونا چاہیے، البتہ یہ ضرور ہے کہ اس میں مبالغہ نہ ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفقاء سے گہرا رابطہ رکھتے تھے ،ایسا تعلق ہوتا تھا جیسے گھر کے افراد کا ایک دوسرے سے ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا برتاؤ ایسا دل موہ لینے والا ہوتا تھا کہ ہر ساتھی کو گمان ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبت مجھ ہی سے ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نسبتاً نوعمر صحابی حضرت عبداللہ بجلیؓ کا بیان ہے کہ آپ جب بھی انہیں دیکھتے تبسم فرماتے ، یہاں تک کہ انہیں خیال ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں تمام صحابہ میں سب سے زیادہ محبوب رکھتے ہیں؛ چنانچہ انہوں نے یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ ہی لی کہ آپ کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر سے۔(کنز العمال)

اسی دوستانہ رفاقت کا اثر تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفقاء کے ساتھ کھانے پینے میں شریک رہتے ، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میرے پاس سے گزر ہوا ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اشارہ کیا ، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ تھام لیا، ہم دونوں چلے ، یہاں تک کے بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کے حجروں کے پاس تشریف لائے ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندر چلے گئے ، پردہ گرا دیا پھر مجھے حاضری کی اجازت دی، میں بھی اندر

داخل ہوا، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کھانے کی کوئی چیز ہے، عرض کیا گیا : ہاں، اور روٹی کے تین ٹکڑے لائے گئے، ایک ٹکڑا آپ ﷺ نے اپنے سامنے رکھا، ایک میرے سامنے، تیسرے کے دو حصے کر دیئے گئے، آدھا خود رکھا، آدھا مجھے عنایت فرمایا ، پھر دریافت کیا : کوئی سالن بھی ہے؟ جواب ملا: نہیں، صرف سرکہ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا لاؤ تو سہی، یہ تو بہت اچھا سالن ہے۔ (صحیح مسلم)

اسی طرح آپ ﷺ بے تکلف اپنے رفقاء کی دعوت قبول فرماتے، اگر دوسرے رفقاء بھوکے ہوں، تو جو بھی میسر ہوتا، ان میں سب کو شامل فرماتے، غزوۂ خندق کے موقع پر بڑی تنگی تھی، صحابہ فاقہ سے دوچار تھے، خود رسول اللہ ﷺ کی کیفیت بھی یہی تھی، اس موقع پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے تنگی کے باوجود آپ کے لیے تھوڑا سا کھانا بنایا، اور دعوت پیش کی، ان کا منشا تھا کہ صرف آپ ﷺ تشریف لائیں، لیکن آپ ﷺ نے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو دعوت دے دی، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اس صورت حال سے پریشان ہو گئے، لیکن اہلیہ نے اطمینان دلایا کہ جب آپ ﷺ نے صورتِ حال سے واقف ہونے کے باوجود سب کو دعوت دی ہے تو انشاء اللہ کمی نہیں ہوگی، چناں چہ یہی ہوا کہ آپ ﷺ کی برکت سے تمام لوگوں نے سیر ہو کر کھایا۔

(بخاری، کتاب الجہاد والسیر)

جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے، تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے سامنے رطب کھجور پیش کی، جو وہاں کی عمدہ کھجور سمجھی جاتی تھی، آپ نے اس کے بارے میں دریافت فرمایا : حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا : یہ آپ اور آپ کے ساتھیوں کے لیے صدقہ ہے، ارشاد ہوا اسے اٹھا لوں کیوں کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے، حضرت

سلمان رضی اللہ عنہ نے اٹھالیا، اگلے دن پھر اسی طرح کھجور لائے، خدمت اقدس میں پیش کیا، آپ نے آج بھی کھجور کے بارے میں دریافت فرمایا، کہنے لگے: یہ آپ کے لیے ہدیہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دستر خوان بچھاؤ، چنانچہ سب نے مل کر تناول کیا۔ (مسند احمد) دراصل حضرت سلمان رضی اللہ عنہ تورات کے بڑے عالم تھے اور وہ یہ جاننا چاہتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ نبوت صحیح ہے یا نہیں، کیوں کہ انبیاء علیہم السلام صدقہ نہیں کھاتے ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے ساتھیوں کی ضیافت کرے اور ان کے ہم طعام ہونے کے بہت سے واقعات حدیث وسیرت کی کتابوں میں موجود ہیں۔ غرض کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام معاملات میں ان کے ساتھ شریک رہتے تھے، تقریبات میں بھی، کھانے پینے میں بھی، خوشی اور غمی میں بھی، اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بے حد قریبی رشتہ تھا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح ٹوٹ کر چاہتے تھے کہ گویا ایک شمع کے گرد پروانے ہوں، ابوسفیان نے مسلمان ہونے سے پہلے اس بات کا اعتراف کیا کہ جس طرح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھی ان سے محبت کرتے ہیں میں نے کسی شخص کو دوسرے شخص کے ساتھ ایسی محبت کرتے ہوئے نہیں دیکھا: (سیرت ابن ہشام ۲:۱۷۲)

باوجود یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی خود قناعت کے ساتھ گزرتی اور کئی کئی وقت فاقہ کی نوبت آجاتی، لیکن اس کی باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کی مالی اعانت کا بھی خیال رکھتے، کوئی تحفہ آتا تو اسے لوگوں میں تقسیم کر دیتے، یہاں تک کے رمضان المبارک میں آپ کا جود وسخا تیز ہوا سے بھی بڑھ جاتا۔ (کنز العمال ٦ :/۵۱۵) دوستوں کے ساتھ داد و دہش کا مختلف انداز اختیار فرماتے، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سفر میں

آپ کے ساتھ تھے، ان کی اونٹنی بڑی سست تھی، آپ نے ان سے ڈنڈا لیا اور چند دفعہ اونٹنی کو ہلکے طور پر مارا، پھر کیا تھا اونٹنی اتنی تیز چلی کہ وہ آپ کی اونٹنی کے برابر میں چلنے لگی، آپ نے ان سے پوچھا کے کیا وہ اونٹنی فروخت کریں گے؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے پیش کش کی کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ہدیتاً قبول فرمالیں، لیکن آپ نے اسے خریدنے پر ہی اصرار کیا، ایک درہم سے بات شروع ہوئی، آپ قیمت بڑھاتے چلے گئے، یہاں تک کہ بات چالیس درہم تک پہنچی، پھر مدینہ پہنچے کے بعد آپ نے پیسے بھی ادا کر دیئے اور اونٹنی بھی ہدیتاً واپس کر دی۔ (مسلم، باب استحباب نکاح البکر، حدیث نمبر ۷۱۵:) ایک موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک سامان خریدا، اور ان ہی کے صاحب زادے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو ہدیہ کردیا۔ (کنز العمال ۴: /۲۸۳)

یہ عطا کرنے کے مختلف طریقے تھے، اس کا نتیجہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کثرت سے مال غنیمت آتا، مختلف علاقوں کے محصولات آتے، لیکن کوئی چیز آپ کے پاس باقی نہیں رہتی، ایک دن چند درہم بچ گئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے چین تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی بے چینی دیکھ کر خیال کیا کہ شاید کوئی تکلیف ہوگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، میں اس لیے بے قرار ہوں کہ کہیں اس حال میں میری موت نہ آجائے کہ یہ سکے پاس موجود ہوں۔ (بخاری)

دوستوں کہ ساتھ حسن سلوک کا ایک پہلو بے تکلفی ہے، اس بے تکلفی کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساتھیوں سے مزاح بھی فرماتے تھے، اور آپ کی بے تکلفی کو دیکھتے ہوئے آپ کے رفقاء بھی آپ سے مزاح کرتے تھے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زہرا نام کہ ایک صاحب دیہات سے آتے تھے اور دیہات کی

چیزوں کا تحفہ بیچا کرتے تھے، پھر جب واپس ہونے لگتے تو آپ ﷺ ان کو سامان و اسباب دے کر رخصت کرتے، آپ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا: زاہر ہمارے دیہاتی ساتھی ہیں اور ہم ان کے شہری ساتھی ہیں، رسول اللہ ﷺ ان سے بڑی محبت فرماتے تھے، وہ خوش شکل نہیں تھے، ایک دن جب وہ اپنا سامان بیچ رہے تھے، آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور ان کو پیچھے سے اس طرح اپنی گود میں لیا کہ وہ دیکھ نہ سکے، کہنے لگے: چھوڑ دو: یہ کون شخص ہے؟ پھر انہوں نے محسوس کرلیا کہ آپ ﷺ ہیں: آپ ﷺ فرمانے لگے: کون ہے جو اس غلام کو خرید لے؟ حضرت زاہر نے عرض کیا: اللہ کے رسول اللہ ﷺ تب تو آپ مجھے کھوٹا مال پائیں گے، ارشاد ہوا، لیکن تم اللہ کے پاس کھوٹے نہیں ہوں: (مسند، احمد، عن انس، حدیث نمبر ۱۲۶۶۹:)

جیسا کہ عرض کیا گیا، آپ ﷺ کی خوش اخلاقی اور بے تکلفی سے حوصلہ پا کر بعض دفعہ خود صحابہ بھی آپ سے مزاح کر لیتے تھے، غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، سلام کیا، آپ نے جواب دیا اور فرمایا: اندر آجاؤ، حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے از راہِ مزاح عرض کیا: اللہ کے رسول اللہ ﷺ! کیا پورا کا پورا آجاؤں، آپ ﷺ نے فرمایا: پورے پورے آجاؤ، چناں چہ عوف ابن مالک اندر تشریف لائے۔ (ابوداؤد، باب ماجاء فی المزاح) ایک بار آپ ﷺ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو کھجور کھاتے ہوئے دیکھا، حالاں کہ ان کی آنکھ میں تکلیف تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری آنکھ میں تکلیف ہے، پھر بھی کھجور کھاتے ہو؟ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: جس طرف تکلیف نہیں ہے اس طرف سے کھاتا ہوں، آپ ﷺ ان کی اس بے ساختہ جواب پر ہنس پڑے۔ (

مستدرک حاکم ، باب ذکر مناقب صہیب) لیکن مزاح میں بھی آپ کی زبان سے کوئی ایسی بات نہیں نکلتی تھی ، جو حق اور سچائی کے خلاف ہو ، آپ کے مزاح کرنے پر تعجب کرتے ہوئے بعض صحابہ نے دریافت کیا : کیا آپ بھی ایسا کرتے ہیں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا : ہاں ؛ لیکن میں کوئی ایسی بات نہیں کہتا ، جو حق اور سچائی کے خلاف ہو :(مسند احمد)

البتہ آپ ﷺ کو یہ بات گوارا نہیں تھی کہ ہنسی مذاق تکلیف دہ اور اہانت آمیز ہو جائے ، یا کسی کو اس بہانے سے دل آزار بات کہی جائے ، عبداللہ نام کہ ایک صاحب تھے ، یہ رسول اللہ ﷺ کو ہنسایا کرتے تھے ، ایک دن ان پر آپ کی حکم سے شراب پینے کی سزا جاری کی گئی ، لوگوں میں سے ایک صاحب کہنے لگے : یہ کس قدر بار بار یہ حرکت کرتا ہے ، اس پر اللہ کی لعنت ہو ، آپ ﷺ نے فرمایا : اس پر لعنت نہیں بھیجو ، خدا کی قسم ! جہاں تک مجھے معلوم ہے ، وہ اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتا ہے ۔ (صحیح بخاری ، کتاب الحدود) اسی طرح جب بھی آپ ﷺ کے سامنے کوئی ایسی بات آتی ، جس سے توقیری کا پہلو ظاہر ہوتا ہو تو آپ اس کی نفی فرماتے ، ایک بار حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ مسواک توڑنے کے لیے ایک درخت پر چڑھے ، ان کی پنڈلیاں بہت پتلی تھیں ، ایسا محسوس ہونے لگا جیسے ہوا ان کو اڑا لے جائے گی ، لوگ ہنسنے لگے ، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا : کیوں ہنستے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا : ان کی پتلی پتلی پنڈلیوں کی وجہ سے ، آپ ﷺ نے فرمایا : اس ذات کی قسم ! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کی اللہ کی ترازو میں ان کا وزن اُحد پہاڑ سے بھی بڑھا ہوا ہے ۔

(مسند احمد)

آپ ﷺ قدم قدم پر اپنے ساتھیوں کی دل داری کا خیال رکھتے تھے، غزوۂ حنین کے بعد جب مالِ غنیمت کی تقسیم کے سلسلے میں انصار میں سے بعض نوجوانوں کو شکوہ پیدا ہوا تو آپ ﷺ نے انہیں الگ جمع کیا اور ایسا اثر انگیز خطبہ دیا کہ ان کی داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر جہاں انصارِ مدینہ پر اسلام کے احسانات کا ذکر فرمایا، وہیں انصار کے احسانات کا بھی کھلے دل سے اعتراف فرمایا اور اخیر میں ارشاد فرمایا: کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں ہے کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے کر جائیں اور تم نبی کو اپنے کجاوہ میں لے کر جاؤ؟ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار ہی میں پیدا ہوا ہوتا، اگر لوگ ایک وادی میں چلیں تو میں اس وادی میں چلوں گا جس میں انصار چلیں، میرے لیے انصار کی حیثیت اس لباس کی سی ہے، جو اوپر سے پہنا جاتا ہے: (صحیح بخاری)

آپ ﷺ اپنے صحابہ کی ضرورتوں کا پورا پورا خیال رکھتے، ایک صاحب کی کھجوروں کی فصل خراب ہوگئی اور ان پر بہت سا قرض ہوگیا، آپ ﷺ نے اپنے رفقاء سے فرمایا، ان کی مدد کرو، لوگوں نے مدد کی، لیکن قرض ادا نہیں ہو پایا، آپ نے ان کے قرض خواہوں سے کہا: جو موجود ہو، وہ لے لو، اور تمہیں صرف اسی کا حق حاصل ہے۔
(صحیح مسلم)

اگر آپ ﷺ کے رفقاء میں سے کسی کو تکلیف دہ بات پیش آئی تو ان کی تسلی اور دل داری کا پورا اہتمام فرماتے، عبداللہ ابن جحشؓ نے جب ہجرت کی تو مکہ مکرمہ میں ان کے مکان پر ابوسفیان نے قبضہ کر لیا اور بیچ ڈالا، جب انہوں نے آپ ﷺ سے شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں یہ بات پسند نہیں ہے کہ اللہ تم کو اس کے

بدلے جنت میں اس سے بہتر گھر عطا فرما دے، انہوں نے عرض: کیوں نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں یہ چیز، یعنی: اس کے بدلے جنت ملے گی۔ (سیرت ابن ہشام ۴:۱۶۸)

ایک صاحب اپنے چھوٹے بچے کو لے کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا کرتے تھے، بچہ آپ ﷺ کی پشت مبارک کی طرف آجاتا تو آپ ﷺ اسے سامنے بٹھا لیا کرتے، بچہ کا انتقال ہو گیا، ان صدمے سے ان کے والد حاضر نہ ہو سکے، آپ ﷺ کو معلوم نہیں تھا، ان کے بارے میں دریافت کیا، بتایا گیا کہ ان کے صاحب زادے کا انتقال ہو گیا ہے، آپ ﷺ نے ان سے ملاقات کی، ان کے بچے کے بارے میں دریافت فرمایا اور تعزیت کی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں یہ بات زیادہ محبوب ہے کہ وہ تمہارے ساتھ زندگی گزارتا، یا یہ بات کہ تم جنت کہ کسی دروازے پر آؤ، اور تم دیکھو کہ وہ تم سے پہلے پہنچ چکا ہے اور تمہارے لیے دروازہ کھول رہا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یہ دوسری بات مجھے زیادہ محبوب ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ چیز تمہیں حاصل ہو گئی، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یہ صرف ان کے لیے ہے یہ سب لوگوں کے لیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا سب کے لیے۔ (نسائی)

اسی طرح آپ ﷺ مشکل کاموں میں بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ شریک رہتے، غزوۂ خندق پر سرد موسم تھا، صحابہؓ بھوکے پیاسے خندق کھودنے میں مشغول تھے اور تھک کر چور چور رہتے تھے، ایسے وقت آپ ﷺ تشریف لاتے اور فرماتے: یااللہ! عیش و آرام تو آخرت ہی کا عیش و آرام ہے، اس لیے انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔ ہم لوگ جواب میں کہتے کہ ہم نے آخری دم تک کے لیے جہاد پر (محمد ﷺ) سے

بیعت کی ہے (صحیح بخاری)

ایک موقع پر مدینے میں شور مچا، لوگوں کو خیال ہوا شاید دشمن حملہ آور ہو گیا ہے، سب سے آگے آپ ﷺ بڑھے اور اس حال میں واپس آئے کہ آپ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر تھے، جس میں زین بھی نہیں تھی اور گردن مبارک سے تلوار لٹکی ہوئی تھی، آپ فرمارہے تھے کہ کیوں گھبراتے ہو؟ کیوں گھبراتے ہو؟ (صحیح بخاری)

ایک دفعہ اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ سفر پر تھے، چنانچہ ایک بکرے کو ذبح کرنے کی بات طے پائی، ایک صحابی نے کہا: اسے ذبح کرنا میرے ذمے ہے، دوسرے نے کہا: اس کی کھال اتارنے کا کام میں کروں گا، تیسرے نے کہا: میں اسے پکاؤں گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ایندھن کی لکڑیاں جمع کروں گا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: آپ ﷺ کا کام ہم کر دیں گے، یعنی: آپ ﷺ زحمت نہ فرمائیں! ارشاد فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ تم لوگ میری طرف سے کفایت کر دو گے، لیکن مجھے پسند نہیں ہے کہ میں تم لوگوں کے مقابلے میں امتیاز اور بڑائی اختیار کروں، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا، جو اپنے ساتھیوں میں بڑے بنتے ہوں:

(کشف الخفاء ۱: ۱۵۲)

آپ ﷺ اپنے رفقاء کے ساتھ اس طرح رہتے تھے کہ گویا آپ ﷺ ان ہی میں سے ایک ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ انصار کے یہاں تشریف لے جاتے تھے، ان کے بچوں کو سلام کرتے، بچوں کے سر پر ہاتھ پھرتے اور انہیں دعائیں دیتے تھے۔ (سنن بیہقی) حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ مسلمانوں میں سے کمزور لوگوں کے پاس تشریف لاتے، ان سے ملاقات

کرتے، ان کے بیماروں کی عیادت فرماتے اور ان کے جنازوں میں شریک ہوتے تھے ۔(مستدرک حاکم) حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیواؤں اور مسکینوں کے لئے چلنے اور ان کی ضرورت پوری کرنے میں کوئی عار نہیں ہوتا تھا۔(نسائی)

بہت سے لوگ جو دیہاتوں کے رہنے والے تھے، عام طور پر تہذیب وتمدن سے نا آشنا ہوتے تھے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی باتوں کو بھی خندہ پیشانی سے برداشت کرتے، ایک موقع پر ایک دیہاتی شخص نے اس زور سے چادر مبارک کھینچی کہ گردن مبارک پر نشان پڑ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اس قدر فرمایا کی تم اسے بھلے طریقے پر بھی کہہ سکتے تھے۔(صحیح بخاری، کتاب فرض الخمس)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفقاء کے ساتھ نہ صرف مالی جہت سے حسن سلوک کرتے تھے، بلکہ انہیں مشورے میں بھی شامل رکھتے تھے، حالاں کہ آپ کا ہر عمل وحی الٰہی پر مبنی ہوتا تھا ،اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورے کی ضرورت نہیں تھی؛ لیکن اپنے ساتھیوں کی دل داری اور مشورے کی اہمیت کو واضح کرنے کے لیے آپ مشورہ فرمایا کرتے تھے :اے لوگو !مجھے مشورہ دو :(صحیح مسلم) چناں چہ غزوۂ خندق کے موقع پر خندق کھودنے کا فیصلہ حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے سے ہوا، بلکہ ایسا بھی ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات اپنی رائے پر اپنے رفقاء کی رائے کو ترجیح دیتے تھے، جیسا کہ غزوۂ احد میں ہوا ۔(سیرۃ ابن ہشام: ۶۰/۲) حالاں کہ بعد کے حالات نے ثابت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی رائے درست تھی، لیکن کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ساتھیوں پر کوئی نکیر نہیں فرمائی، جن کے مشورے پر عمل کیا گیا اور جو بظاہر مسلمانوں کے لیے نقصان کا سبب ہوا۔

جہاں آپ ﷺ نے رفقاء کی مادی ضرورتوں کا اور دل داعی وحسن سلوک کا لحاظ رکھتے تھے، وہیں ان کی دینی تربیت پر بھی متوجہ رہتے تھے، آپ ﷺ نے ایک صاحب کو تیز تیز نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، پوری توجہ سے ان کی نماز کا جائزہ لیا اور پھر انہیں اعتدال ومیانہ روی کے ساتھ نماز پڑھنے کی تلقین کی۔ (مسلم، کتاب الصلاۃ) ایک موقع پر اپنے رفقاء سے فرمایا: جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو، اسی طرح نماز پڑھا کرو: (بخاری، باب رحمۃ الناس والبھائم، حدیث نمبر ۱۶۰۰۸ :) حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: شاید اس کے بعد پھر میرا اور تمہارا حج ایک ساتھ نہ ہو پائے؛ اس لیے مجھ سے ضرور ہی حج کا طریقہ سیکھ لو

: (صحیح مسلم) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے قرآن پڑھوا کر سنایا۔ (مسلم ،حدیث نمبر ۱۰۸ :) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اپنے سامنے ایک مقدمے کا فیصلہ کروایا۔ (کنز العمال ۵ :۱۲۸) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اجتہاد کے اصول بتائے۔ (ترمذی، کتاب الاحکام) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قضاء کا کام سپرد کرتے ہوئے نئے پیش آنے والے مسائل کا حل کا منہج سمجھایا کہ ان مسائل میں انفرادی رائے قائم کرنے کے بجائے اجتماعی غور وفکر کا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ (المعجم الاوسط ۱۶۱۸ :)

دینی تربیت کا ایک پہلو یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی تمام تر نرمی، رحم دلی، تواضع اور خوش اخلاقی کے باوجود احکام شریعت کے معاملے میں سختی سے کام لیتے تھے، آپ ﷺ حضرت اسامہ بن زید کو بہت چاہتے تھے،

"عرب کے ایک معزز قبیلے کی ایک خاتون نے چوری کر لی تھی اور اس پر شرعی سزا جاری کرنے کا مسئلہ تھا، حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس کے حق میں سفارش کی، تو آپ ﷺ

کے چہرے کا رنگ دل گیا، آپ ﷺ صرف ان کو تنبیہ کی، بلکہ اس موقع پر خطبہ بھی ارشاد فرمایا: گزشتہ قومیں اسی بنیاد پر ہلاک کردی گئیں کی ان میں کوئی معزز آدمی چوری کرتا تو لوگ انہیں چھوڑ دیتے اور کوئی معمولی آدمی چوری کرتا تو اس پر سزا جاری کرتے ، خدا کی قسم! اگر فاطمہ بن محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو اس کے بھی ہاتھ کاٹے جاتے۔(صحیح بخاری، باب حدیث الغار)

آپ ﷺ اس بات کا بھی خیال رکھتے تھے کہ اگر اپنے رفقاء کے درمیان کوئی رنجش پیدا ہو جائے تو اسے دور فرما دیں، ایک بار تو ایسا ہوا کی کہ آپ قبیلہ بنوعوف میں صلح کرانے تشریف لے گئے اور اس کوشش میں اتنی تاخیر ہوگئی کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کے لیے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو آگے بڑھا دیا، آپ ﷺ بعد میں آکر شریک ہوئے ۔(صحیح بخاری) اسی طرح آپ ﷺ نے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم ، مہاجرین وانصار کے درمیان، اور انصار کے دو قبائل اوس وخزرج کے درمیان اختلاف کو دور کرنے کی کامیاب کوشش کی اور میل ملاپ کے ماحول کو باقی رکھنے کا سبق دیا۔ اپنے احباب کے ساتھ اس حسن سلوک کا نتیجہ تھا کہ ہر صحابی کا دل آپ ﷺ کی محبت سے لبریز ہوتا ، حضرات انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بعض لوگ وہ تھے، جو دنیاوی مفاد کے لیے اسلام قبول کرتے تھے، لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد ان کو مسلمان ہونا دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے عزیز تر ہو جاتا تھا(صحیح مسلم)

غرض کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات والا صفات اپنے دوستوں، بے تکلف ساتھیوں، ہم عمروں اور رفقائے کار کے ساتھ خوش گوار برتاؤ کی ایک بہترین مثال ہے۔



علم دین کی ضرورت

از: باجی صبا صاحبہ صدیقی (معلمہ صدیقیہ قرآن اکیڈمی۔ فاضلہ تنظیم المدارس)

اس مختصر ناپائیدار زندگی میں روزِ حشر کی تیاری کے لیے اس جہان کے لیے کامیابی کی ضمانت علم دین میں ہی ہے۔ علم دین کو چھوڑ کر رسوائی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

علم دین ہی سے آدابِ زندگی نصیب ہوتے ہیں۔ ماں باپ کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔ شعور کی پختگی نصیب ہوتی ہے اور سب سے بڑھ کر فرمانِ الٰہی اور اطاعت رسول ﷺ کا نور ملتا ہے۔ محبت رسول ﷺ کی لازوال دولت نصیب ہوتی ہے۔

علم دین ہی ذریعہ نجات ہے:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں علم دین کی ضرورت، فضیلت اور علم دین حاصل کرنے والوں کی بزرگی اور شان بیان فرمائی۔

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ

(سورۃ المجادلہ آیت:۱۱)

ترجمہ: اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور انکے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا۔

مسلم معاشروں میں جن علوم کی ترویج واشاعت کی اشد ضرورت ہے ان میں سرفہرست علم دین ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید، فرقان رشید میں بہت سے مقامات پر علم والوں کی فضیلت اور شان بیان فرمائی ہے۔

"اللہ تعالیٰ اس بات کی گواہی دیتا کہ ضرور وہی معبود ہے، فرشتے اور اہل علم بھی انصاف کے تقاضوں کے مطابق اس بات کی گواہی دیتے ہیں"

(سورۃ آل عمران، آیت:۱۸)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کی گواہی دیتے ہوئے اپنے ساتھ فرشتوں اور اہل علم کا ذکر کیا ہے جو علم والوں کی فضیلت کے اظہار کے لیے کافی ہے۔ تاہم اس آیت کے ذریعے یہ بات واضح طور پر ثابت ہوگئی کہ اللہ کے نزدیک علم والے وہ لوگ ہیں جو اس کی توحید کا اعتراف کرتے ہیں اور عرفان الٰہی کا نور، اللہ کی وحدانیت اور یکتا ہونے کا ثبوت علم دین سے ہی حاصل ہوتا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کی توحید، اس عقیدے کے لوازمات، اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کے متعلق جس قدر زیادہ معلومات حاصل کرے گا اسے اتنی ہی زیادہ فضیلت، مرتبہ حاصل کرے گا۔ اور یہ رتبہ، شان، فضیلت علم دین سے ہی حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

حدیث شریف میں آقا کریم ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے بہتر وہ ہے جو خود بھی قرآن سیکھے اور دوسروں کو بھی سکھائے"

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ رکھتا ہے اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا کر دیتا ہے"

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اے رسول ﷺ فرما دو (یعنی پوچھو) کیا علم رکھنے والے اور علم نہ رکھنے والے برابر ہو سکتے ہیں۔"

اس آیت میں قرآن نے انسان کو دو طبقوں میں تقسیم کر دیا ہے ایک وہ طبقہ ہے جو علم کی

نعمت سے سرفراز ہے اور دوسرا وہ طبقہ ہے جو اس نعمت سے محروم ہے لیکن یہاں یہ سوال سامنے آتا ہے کہ اس علم سے مراد کون سا علم ہے؟

انسانی زندگی کے معاملات مختلف حصوں اور شعبوں میں تقسیم ہیں ، زندگی کے ہر معاملے اور شعبے میں متعلقہ علم سے واقفیت رکھنے والا شخص اس علم سے محروم شخص پر فضیلت رکھتا ہے۔ قرآن میں اسلام دنیاوی علوم کے مخالف نہیں ہے تاہم کتاب و سنت میں جن علم والوں کی شان بیان کی گئیں ہیں ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے خالق کی وحدانیت کا علم رکھتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ عام فہم سی بات ہے کہ جب مخلوق سے متعلق کسی علم کو جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر نہیں ہو سکتے تو خالق کی معرفت رکھنے والے اور نہ رکھنے والے برابر کیسے ہو سکتے ہیں۔

جب انسان اللہ تعالیٰ کی ذات کی عظمت کے بارے میں غور وفکر کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی صفات کی عظمت، مخلوق کی کمزوری اور اپنی ذات کی بے حیثیتی کا اندازہ ہوتا ہے اس کے نتیجے میں وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان بے نیازی کے بارے میں سوچ کر ہمیشہ خوف زدہ رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

”بے شک اللہ تعالیٰ سے، اس کے بندوں میں سے، صرف علما ڈرتے ہیں۔

(سورۃ فاطر: آیت:۲۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”طالب علم کے حصول علم سے راضی ہو کر فرشتے اپنے پَر اس کے راستے میں بچھا دیتے ہیں“

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"کہ جو شخص علم کے حصول کے راستے پر چلتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے"۔

ایک اور جگہ پر نبی رحمت، شفیع امت، حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"انسان کے مرنے کے بعد اس کا ہر عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین اعمال کے (ایک) صدقہ جاریہ (دوسرا) وہ علم جس کے ذریعے انسان کے مرنے کے بعد بھی نفع حاصل کیا جائے (اور تیسرا) وہ نیک اولاد جو انسان کے لیے دعا کرتی ہے"۔

ان احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ علم حاصل کرنا اور اس کو دوسروں تک پہنچانا کتنا اہم اور باعث فضیلت کام ہے۔ علم حاصل کرنے کی فضیلت بیان کرنے کا مقصد لوگوں کو علم دین سے آگاہ کرنا ہے، علم دین کی ترغیب دلاتا ہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"انسان کا علم حاصل کرنا، اس پر عمل کرنا اور دوسروں کو تعلیم دینا (یہ سب کام) صدقہ ہیں"۔

ایک اور جگہ پر ارشاد فرمایا:

"اگر اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے کسی ایک بھی شخص کو ہدایت دے دے تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں (کی ملکیت کے) حصول سے زیادہ بہتر ہے"۔

"علم کے اٹھائے جانے سے پہلے اسے حاصل کر لو کیونکہ علم سکھانے والے اور علم سیکھنے والے اجر کے حصول میں برابر کے شریک ہوتے ہیں اور ان کے علاوہ کسی اور قسم کے لوگوں میں بھلائی نہیں پائی جاتی"۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو علم دین کو حاصل کرنے اور اسے دوسروں تک منتقل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)



خواجہ محمد یار ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
نیشنل مشائخ کونسل پاکستان
کے زیرِ اہتمام



عبد النبی المختار حضرت خواجہ محمد یار فریدی نور اللہ مرقدہٗ

عبد النبی المالک حضرت خواجہ غلام نازک کریم نور اللہ مرقدہٗ

70 سالہ

سالانہ عرس مبارک کے

انٹرنیشنل تصوف سیمینار

زیرِ سرپرستی

خواجہ غلام قطب الدین فریدی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت خواجہ محمد یار فریدی — صدر نیشنل مشائخ کونسل پاکستان

پروگرام انشاءاللہ

انٹرنیشنل تصوف سیمینار
29 مارچ 2018 بروز جمعرات

پہلی نشست	10:00 بجے تا 01:00 دوپہر
دوسری نشست	02:30 بجے تا 05:00 شام
تیسری نشست	بعد نماز عشاء

30 مارچ 2018 بروز جمعہ

قرآن خوانی	بعد نماز فجر
محفلِ سماع	بعد نماز ظہر
محفلِ قرات و نعت و خطابات	بعد نماز عشاء

31 مارچ 2018 بروز ہفتہ

قرآن خوانی نعت خوانی خطابات	بعد نماز فجر
محفلِ سماع	10:00 دن
محفلِ چراغاں	بعد نماز عشاء

یکم اپریل 2018 بروز اتوار

قرآن خوانی نعت خوانی خطابات	بعد نماز فجر
محفلِ سماع	10:00 دن
ختم شریف	02:30 دن

بمقام

آستانہ عالیہ گڑھی شریف

تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان

9 تا 14 رجب المرجب
27 مارچ تا یکم اپریل
1439 2018

ناظمِ تقریبات: پیرزادہ غلام معین الدین

0300-9411696 0-301-7633066
0300-4431054 0-300-4649610
E-MAIL: faridi_chishti@hotmail.com
Web: www.khawajamuhammadyaar.net.pk

متمنی شرکت: ولی عہد آستانہ عالیہ حضرت خواجہ محمد یار فریدی صاحبزادہ غلام نصیر الدین چراغ ایم اے۔ ایل ایل بی، ایل ایل ایم (یو کے)